



یہ کہانی ہے ایک ہونہار اور ذہین طالبہ کی جو کراچی پڑھنے آئی تھی پڑھائی سے بے شمار محبت کرنے والی لڑکی کی مگر پہلے ہی دن وہاں ایک لڑکے سے ٹکراتی ہے جس کی وجہ سے اس کی کتابیں زمین پر گر جاتی ہیں اور وہ ایک زنانہ دار تھپڑ اس کے منہ پر رسید کر دیتی ہے اور اس کو باتیں سناتی وہاں سے چلی جاتی ہے اور وہ خاموشی سے اس کی طرف دیکھتا ہی رہ گیا مگر جب وہ کلاس میں جاتی ہے تو وہی شخص اس کی کلاس کا انچارج اور پروفیسر نکلتا ہے وہ اس کو پوری کلاس کے سامنے باتیں سناتا تھا اور اس کا ٹیسٹ اس کے منہ پر مارتا تھا حالانکہ اس کے پورے نمبر ہوتے تھے اس نے بمشکل وہاں چار سال گزارے تھے اور وہ اس کو ایک منٹ بھی برداشت نہیں کر سکتا اور پھر ایک دن وہ اپنی کلاس میں بتاتی ہے کہ اس کی شادی ہو رہی ہے اور پروفیسر سے جان چھوٹ رہی ہے مگر قسمت نے ایک کھیل کھیلا وہ اسی کی دلہن بنی جس سے وہ جان چھڑوانا چاہتی تھی اور وہ اس کا دلہا تھا جسے وہ برداشت نہیں کرتا تھا

حیدرآباد کی تنگ و تاریک گلیوں میں ایک روشن ستارے کی مانند، حیانامی ایک لڑکی

نے جنم لیا۔ اس کا تعلق ایک اسے متوسط طبقے کے گھرانے سے تھا جہاں کتابوں کی خوشبو روزمرہ کے معمولات میں رچی بسی تھی۔ حیا کے والد، قاضی صاحب، ایک ریٹائرڈ سکول ٹیچر تھے جنہوں نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ بچوں کو علم کی روشنی بانٹتے گزارا تھا۔ ان کا خواب تھا کہ ان کی بیٹی حیا نہ صرف اعلیٰ تعلیم حاصل کرے بلکہ انے شہر اور خاندان کا نام روشن کرے۔ حیا کی والدہ، ایک نرم دل اور سلجھی ہوئی خاتون تھیں، جو گھریلو معاملات کو خوش اسلوبی سے چلانے کے ساتھ ساتھ اپنی بیٹی کے تعلیمی سفر میں اس کی سب سے بڑی حمایتی تھیں۔

حیا کا بچپن کتابوں اور کہانیوں کے گرد گھومتا رہا۔ وہ ایک ہوشیار اور ذہین طالبہ تھی، جس نے ہمیشہ اپنی جماعت میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اس کی شخصیت میں ایک شوخ پن، حاضر جوابی اور زندگی کو مثبت انداز میں دیکھنے کا ایک خاص زاویہ شامل تھا۔ وہ دنیا کو ہمیشہ مسکراتی ہوئی آنکھوں سے دیکھتی تھی، اور ہر مشکل کا مقابلہ مزاح کے تیر سے کرنا اس کا خاص وصف تھا۔ جب وہ کوئی مضحکہ خیز بات کرتی تو اکثر لوگ ہنس پڑتے، اور وہ اپنی اس صلاحیت سے بخوبی واقف تھی۔

انٹر کے امتحانات میں شاندار کارکردگی دکھانے کے بعد، حیا کا کراچی کی ایک معروف یونیورسٹی میں اسکالرشپ پر داخلہ ہو گیا۔ یہ اس کے اور اس کے خاندان کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز تھا، کیونکہ حیا پہلی لڑکی تھی جو حیدرآباد سے نکل کر کراچی جیسے بڑے شہر میں تعلیم حاصل کرنے جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں بڑے بڑے پڑھنا، کچھ بننا، اور پھر انے گھر والوں کی قسمت بدلنا۔ خواب تھے

کراچی کا چمکتا دھندلا شہر، شور اور ہجوم سے بھرا ہوا۔ حیا ایک چھوٹی سی نجی بس سے اترتی ہے، وہ انے کندھے پر ایک پرانا مگر مضبوط بیگ لٹکائے ہوئے تھی، جس میں اس کی ساری قیمتی کتابیں اور نوٹس رکھے تھے۔ اس کے چہرے پر ایک جوش یہ کراچی اس کی زندگی کا نیا باب تھا۔ وہ گہری۔ اور تھوڑی سی گھبراہٹ بھی تھی سانس لیتی ہے، اپنی دھڑکنوں کو قابو میں کرتی ہے اور یونیورسٹی کے وسیع و عریض گیٹ کی طرف قدم بڑھاتی ہے۔

طالب علموں کی چہل پہل، سبزہ زار، یونیورسٹی کے اندر کا ماحول بالکل مختلف تھا جدید طرز کی عمارتیں۔ حیا نے انے ہاتھ میں داخلے کا فارم اور ٹائم ٹیبل پکڑا ہوا تھا۔

اسے اپنی کلاس ڈھونڈنی تھی، وہ تیزی سے کوریڈور میں چل رہی تھی، اس کے بال
...ہو امیں لہر رہے تھے۔ تبھی

"!دھڑام"

جی کسی سے زور سے ٹکرا گئی۔ اس کے ہاتھ سے اس کی تمام قیمتی کتابیں، جو اس نے
بڑی مشکل سے جمع کی تھیں، زمین پر بکھر گئیں۔ ایک لمحے کے لیے اسے لگا جیسے اس
کے سارے خواب فرش پر بکھر گئے ہوں۔ اس نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو سامنے
ایک لمبا، خوب رو مگر انتہائی غصے میں نظر آنے والا شخص کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر
جلال تھا، اور اس کی آنکھوں میں سرد مہری۔ وہ شخص ایک مہنگا سوٹ پہنے ہوئے
تھا اور اس کی وضع قطع سے ہی وقار جھلک رہا تھا۔

محترمہ، کیا آپ کو نظر نہیں آتا؟ یا یونیورسٹی آنے سے پہلے گھر میں ایک بار نظر کا! اوہ"
اس شخص نے ایک طنزیہ کہا۔ جو حیا کو بالکل بھی "چشمہ لگا کر آنا بھول گئی ہیں؟
اچھا نہیں لگا۔

حیا، جو اپنی کتابوں کو دیکھ کر پہلے ہی آگ بگولا ہو رہی تھی، اس شخص کی گستاخی سن
 کیا مطلب ہے آپ کا؟ نظر کا چشمہ آپ کو لگانا چاہیے، جو: "کر مزید تیش میں آگئی
 سیدھا چلنا بھول گئے ہیں۔ ساری کتابیں بکھیر دی ہیں۔ اور آپ کو اندازہ بھی ہے کہ
 "یہ کتابیں میں نے کتنی مشکل سے حاصل کی ہیں؟

میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے آپ کی ان قیمتی کتابوں کو زمین بوس! اوہ، میڈم"
 اس شخص "کردیا، جن پر مٹی کا ایک ذرہ بھی گرا تو آپ شاید قیامت اٹھا دیں گی۔
 نے مزید طنز کیا۔

حیا کا خون کھول اٹھا۔ اس کی تمام عمر کی عزت اور خودداری کو آج کسی نے یوں
 پیروں تلے روند اٹھا۔ ایک لمحے کے لیے اس کے دماغ میں سب کچھ گھوم گیا۔ اس
 نے اسے اندر کی شرمیلی حیا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے، ایک غیر متوقع حرکت کی۔
 حیا نے اپنا بکھرا ہوا "یہ ہے آپ کا طریقہ بات کرنے کا؟! آپ کو شرم آنی چاہیے"
 دوپٹہ سنبھالتے ہوئے، پوری قوت سے اس شخص کے گال پر ایک زوردار تھپڑ رسید
 کر دیا۔

"!تھپااا اک"

وہ شخص ہکا بکا رہ گیا۔ اس کے گال پر حیا کے ہاتھ کا نشان واضح ابھر آیا تھا۔
یونیورسٹی کے کوریڈور میں موجود چند طالب علم اور ملازمین یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔

آپ "حیا نے اپنی کتابیں تیزی سے سمیٹیں، اور اپنی تیز زبان سے ایک آخری وار کیا۔
بہتر ہوگا کہ آپ! جیسے بد تمیز لوگوں کو کبھی کسی سے بات کرنے کی تمیز نہیں آسکتی
انے دماغ کا علاج کروائیں، یا کم از کم یہ سیکھیں کہ ایک لڑکی سے کیسے بات کی جاتی
ہے۔"

یہ کہہ کر حیا، غصے اور آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی لیے، وہاں سے تیزی سے بھاگ گئی۔ وہ شخص، انے گال پر ہاتھ رکھے، خاموشی کے ساتھ اس کی ڈوبتی ہوئی شکل کو دیکھتا رہا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت، غصہ ابھر آیا تھا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ کسی لڑکی نے اسے یونیورسٹی کے احاطے میں یوں تھپڑ مارنے کی جرات کی ہے۔

جیا، اس واقعے سے لرزاں، سیدھا اپنی کلاس کی طرف بھاگی۔ اس کی سمجھ میں نہیں وہ سوچ رہی تھی کہ! آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو گیا؟ اس کا پہلا دن، اور اتنا برا تجربہ کاش یہ سب ایک برا خواب ہوتا۔

کلاس روم کا دروازہ کھولتے ہی، اس کی نظر سامنے ٹیبل پر کھڑے ایک شخص پر پڑی۔ اس نے اپنی آنکھیں پھاڑ کر دیکھا، اور اس کے قدم وہیں جم گئے۔ سامنے کھڑا شخص کوئی اور نہیں، وہی تھا جسے ابھی کچھ دیر پہلے جیا نے تھپڑ رسید کیا تھا۔ اس کا نام تھا پروفیسر شاہرام، اور وہ نہ صرف اس کلاس کا انچارج تھا بلکہ آج سے جیا کا پروفیسر بھی۔ جیا کو لگا کہ جیسے زمین اس کے پیروں تلے سے نکل گئی ہو، جیا نے جیسے ہی کلاس روم میں پروفیسر شاہرام کو دیکھا، اس کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ کوریڈور کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا۔ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا، شرمندگی اور غصے کے ملے جلے تاثرات اس کے چہرے پر عیاں تھے۔ شاہرام نے بھی جیسے ہی جیا کو دیکھا، اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کو حیرت ابھری، پھر وہ حیرت

ایک سرد مسکراہٹ میں بدل گئی۔ یہ مسکراہٹ حیا کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہو گئی، اسے یقین ہو گیا کہ اب اس کی خیر نہیں۔

پروفیسر شاہرام نے پروقار انداز میں سلام کیا۔ اس کی آواز میں "گڈ مارننگ کلاس ایک ایسی گرج تھی جو پورے کلاس روم پر چھا گئی۔ اس کی نظریں ایک لمحے کے لیے حیا پر ٹھہریں،

حیا نے جلدی سے ایک خالی نشست پر قبضہ کیا اور اپنی نظریں کتابوں میں گاڑ لیں۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے ساری کلاس کی نظریں اسی پر مرکوز ہیں۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا، اسے لگ رہا تھا جیسے ابھی سب اس کے تھپڑ والے واقعے کے بارے میں جان جائیں گے۔

کلاس کا آغاز ہوا، پروفیسر شاہرام نے فزکس کے مشکل ترین تصورات کو اتنی آسانی اور مہارت سے سمجھایا کہ حیا، اپنی تمام تر نفرت کے باوجود، متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ اس کی ذہانت میں کوئی شک نہیں تھا۔ وہ واقعی ایک بہترین استاد تھا۔ لیکن اس کی شخصیت کا دوسرا پہلو حیا کو ہرگز بھاتا نہیں تھا۔

ایک اہم ! اور ہاں، کلاس "کلاس کے اختتام پر، پروفیسر شاہرام نے اعلان کیا، بات۔ میری کلاس میں مجھے ڈسپلن اور وقت کی پابندی بہت عزیز ہے۔ کوئی طالب علم مجھے کلاس میں خلل ڈالتے ہوئے یا میرے احکامات کی خلاف ورزی کرتے اس کی "ہوئے نظر نہ آئے۔ خاص کر، کچھ نئے چہروں کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے۔ نظریں ایک بار پھر حیا پر ٹھہریں۔ یہ ایک واضح طنز تھا۔

حیا نے اپنا سر جھکا لیا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی زمین میں گر جائے۔ اگلے دو تین مفتے حیا کے لیے کسی اذیت سے کم نہیں تھے۔ پروفیسر شاہرام کا رویہ اس کے ساتھ انتہائی سخت اور طنزیہ تھا۔ وہ اسے جان بوجھ کر مشکل سوال پوچھتا، کبھی اس کے جوابات پر طنز کرتا، اور کبھی کبھار تو پوری کلاس کے سامنے اسے شرمندہ کرنے سے بھی باز نہیں آتا تھا۔

پروفیسر شاہرام کلاس میں ایک مشکل فزکس کا مسئلہ حل کروا رہے تھے۔ حیا نے اپنی عادت کے مطابق، ایک سوال پوچھا جو اسے بہت بنیادی لگا لیکن پروفیسر اسے مذاق میں اڑا گئے۔

مس جیا، کیا آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی ہائی اسکول کی فزکس کی کلاس ہے؟ یہ یونیورسٹی پروفیسر نے طنزیہ "ہے، جہاں ہم نے بنیادی تصورات سے آگے بڑھ کر سوچنا ہے۔ مسکراہٹ کے ساتھ کہا، جس پر کلاس کے کچھ طالب علم زیر لب مسکرا دیے۔ سر، مجھے لگا کہ بنیادی تصورات اگر واضح نہ ہوں تو آگے بڑھنا "جیا نے جواب دیا، مشکل ہو جاتا ہے۔ اور ولسے بھی، ایک استاد کا کام یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ طالب علموں کی بنیادی کنفیوژن بھی دور کرے۔

شاہرام کا چہرہ غصے سے سرخ "اوہ، تو اب آپ مجھے میرے فرائض بھی یاد دلوائیں گی؟ مجھے نہیں لگتا کہ آپ کو مجھے کچھ سکھانے کی ضرورت ہے، خاص کر اس "ہو گیا۔ "وقت جب آپ خود اپنی جگہ پر بہت مشکل سے بیٹھی ہیں۔

جیا کا چہرہ شرمندگی اور غصے سے بھر گیا۔ اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور اپنی نظریں جھکا لیں۔

اسی طرح ایک دن، پروفیسر شاہرام نے کلاس میں اعلان کیا کہ اگلے مفتے ایک اہم کوئز ہوگا، جو ان کی فزکس کی کلاس کا پہلا بڑا امتحان ہوگا۔ جیا نے اس کوئز کے لیے دن

رات ایک کر دیا۔ اس کی تعلیم سے محبت اور لگن کسی بھی رکاوٹ سے زیادہ مضبوط تھی۔ وہ شاہرام کو یہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ وہ ایک قابل طالبہ ہے، چاہے شاہرام اسے کتنا ہی نیچا دکھانا چاہے۔

کوئز کا دن آپہنچا۔ کلاس روم میں خاموشی چھائی ہوئی تھی، سب طالب علم انے کوئز پیپر حل کرنے میں مگن تھے۔ پروفیسر شاہرام کلاس روم میں چہل قدمی کر رہے تھے، ان کی نگاہیں ہر طالب علم پر تھیں۔ جیسا پورے انہماک سے اپنا کوئز حل کر رہی تھی، اس کے چہرے پر گہری سوچ کے تاثرات تھے۔ اسے یقین تھا کہ اس نے ہر سوال کا جواب بہترین طریقے سے دیا ہے۔

دو مہینے بعد، کوئز کے نتائج کا اعلان ہونا تھا۔ جیسا بہت بے چین تھی۔ اسے امید تھی کہ اس نے اچھا پرفارم کیا ہوگا، مگر ساتھ ہی یہ ڈر بھی تھا کہ شاہرام کی دشمنی کی وجہ سے کہیں اس کا رزلٹ خراب نہ ہو جائے۔

کلاس میں خاموشی چھائی ہوئی تھی جب پروفیسر شاہرام کلاس میں داخل ہوئے۔ ان کے ہاتھ میں کوئز پیپر کا ایک ڈھیر تھا۔ ان کے چہرے پر حسب معمول ایک سرد سنجیدگی تھی۔

آج آپ کے پہلے کوئز کے نتائج کا اعلان کیا جائے گا۔ میں یہ دیکھ کر مایوس! کلاس" انہوں "ہوا کہ اکثر طالب علموں نے اس کوئز میں توقع سے کم کارکردگی دکھائی ہے۔ نے اپنی بات کا آغاز کیا۔

پھر انہوں نے ایک ایک کر کے نمبر بتانے شروع کیے۔ حیا کا دل دھک دھک کر رہا "حیا قاضی" تھا۔ جب حیا کی باری آئی تو پروفیسر شاہرام نے اس کا نام لیا، حیا نے سہم کر سر اٹھایا۔ شاہرام نے ایک گہری نظر اس پر ڈالی اور پھر اس کے کوئز پیپر کو اٹھایا

آپ کے بارے میں مجھے کچھ خاص "انہوں نے بلند آواز میں کہا، "مس حیا قاضی" بات کرنی ہے۔

حیا کے حلق میں کانٹے چھنے لگے۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اسے پکا یقین ہو گیا کہ اب شاہرام اسے پوری کلاس کے سامنے بے عزت کرے گا۔

شاہرام نے ایک لمحے کے لیے توقف کیا۔ حیا نے اپنی آنکھیں "...آپ کی کارکردگی" شاہرام نے مزید کہا اور حیا "میری توقعات سے بھی زیادہ خراب ہے۔" بند کر لیں۔ مجھے نہیں پتہ آپ کیسے یہ خواب! یہ لیں اپنا پیپر "کا کوئٹ پیپر اس کے منہ پر دے مارا۔ دیکھ رہی ہیں کہ آپ سائنس کی طالبہ بن سکتی ہیں۔ یہ فزکس ہے، کوئی کہانی نہیں جو "آپ نے لکھ دی ہو۔

حیا کی آنکھوں سے آنسو چھلک اٹھے۔ اس کا سر شرم سے جھک گیا۔ کوئٹ پیپر اس کے پاؤں کے پاس فرش پر پڑا تھا، اور وہ دیکھ سکتی تھی کہ اس پر سرخ پین سے لکھا تھا!۔ مکمل نمبر "20/20"

پوری کلاس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ پروفیسر شاہرام نے حیا کو پورے نمبر آنے کے باوجود اتنی بری طرح سے بے عزت کیا تھا۔ کچھ طالب علموں نے سرگوشیوں میں بات کرنا شروع کر دی۔

حیا نے آنسو صاف کیے، کوئزپیر اٹھایا اور خاموشی سے اپنی جگہ پر بیٹھ گئی۔
اس کی روح تک زخمی ہو چکی تھی۔ اسے لگا کہ اس کی تمام محنت، اس کی ذہانت
سب کچھ بے معنی ہے۔

"میری کلاس میں مجھے اسے نکلے لوگ نہیں چاہیے جو رٹا لگا کر پاس ہونا چاہتے ہوں۔
مجھے اصلی ذہانت چاہیے، جو آپ کے اندر نظر "شاہرام نے ایک اور طنزیہ وار کیا۔
"نہیں آتی۔"

اس دن سے حیا کو احساس ہو گیا کہ شاہرام کی دشمنی اس کے لیے یونیورسٹی کی سب
سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اس نے دل ہی دل میں قسم کھائی کہ وہ اسے ثابت کرے گی کہ
وہ صرف رٹا لگانے والی نہیں، بلکہ ایک حقیقی ذہین طالبہ ہے۔ مگر یہ بھی سچ تھا کہ
شاہرام کا ہر وار اس کی روح پر ایک گہرا زخم چھوڑ جاتا تھا۔

یہ تو ابھی شروعات تھی۔ اگلے چار سال حیا کے لیے کسی کٹھن امتحان سے کم نہ
تھے۔ ہر قدم پر پروفیسر شاہرام اس کی راہ میں رکاوٹ بن کر کھڑا رہتا، اور حیا ہر بار

نئے حوصلے سے اسے عبور کرنے کی کوشش کرتی۔ یہ صرف تعلیمی سفر نہیں، بلکہ اناؤں کی وہ لڑائی تھی جو ان دونوں کو کہیں اور ہی لے جانے والی تھی۔

وقت پر لگا کر اڑتا رہا، اور چار سال یونیورسٹی کی تنگ و تاریک گلیوں میں، روشن مستقبل کی امیدوں کے ساتھ، حیا نے پروفیسر شاہرام کے طعنوں، طنزوں اور گہری نظروں کے سائے میں گزار دیے۔ ان سالوں میں اگر کوئی چیز اس کی ڈھارس بنی رہی تو وہ اس کی چند سچی سہیلیاں تھیں، جو اس کی ہمدرد اور ہمراز بنیں۔

حیا کے لیے یونیورسٹی کے اگلے چار سال ایک رولر کوسٹر کی سواری سے کم نہیں تھے۔ پروفیسر شاہرام کا رویہ اس کے ساتھ کبھی بھی ایک عام طالبہ جیسا نہیں رہا۔ کبھی وہ اسے کلاس میں مکمل طور پر نظر انداز کر دیتے، جیسے وہ کلاس میں موجود ہی نہیں۔ حیا سوال پوچھتی تو اسے جواب نہیں ملتا، اور اگر وہ کبھی کسی بحث میں شامل ہونے کی کوشش کرتی تو شاہرام اسے فوراً خاموش کر دیتے۔

مجھے آپ کی رائے کی ضرورت نہیں ہے، مجھے صرف فزکس کے حقائق! مس حیا وہ اکثریوں کہتے، اور حیا ایک لمبی سانس لے کر خاموش ہو جاتی۔ "چاہیے۔"

کبھی کبھار ان کا رویہ اتنا تلخ ہو جاتا کہ حیا کی آنکھیں نم ہو جاتیں۔ وہ جان بوجھ کر کلاس میں اسے سوال پوچھتے جو حیا کے لیے مشکل ہوتے، اور جب وہ جواب نہ دے پاتی تو پوری کلاس کے سامنے اسے شرمندہ کرتے۔

کہاں چلی گئی؟ کیا آپ کو یاد نہیں کہ 'بہت زیادہ ذہانت' کیا ہوا مس حیا؟ آج آپ کی "وہ ایک طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ" نہیں؟ 'حیا کی پیروی کی کہانی' یہ فزکس ہے، کوئی کہتے۔

حیا اندر سے تو بہت دکھ محسوس کرتی، مگر اس نے کبھی شاہرام کے سامنے اپنی کمزوری ظاہر نہیں کی۔ اس نے اپنی مسکراہٹ اور حاضر جوابی کو اپنا ہتھیار بنائے رکھا۔

سارہ، عائشہ اور: ان سخت حالات میں حیا کی ڈھارس اس کی تین بہترین سہیلیاں بنیں
ندا۔

یہ تینوں لڑکیاں حیا کے دل کے بہت قریب تھیں۔ کلاس کے بعد کینٹین میں یا لائبریری میں، ان کا سب سے پسندیدہ موضوع پروفیسر شاہرام اور حیا کے درمیان ہوتا تھا۔ "اعلانِ جنگ" جاری

سارہ ایک دن "مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ اس پروفیسر کو تم سے کیا دشمنی ہے؟! یار حیا کینٹین میں چائے پیتے ہوئے بولی۔

"اس کی شکل پر تو لکھا ہوتا ہے کہ وہ صرف تمہیں بے عزت کرنے آتا ہے۔! ہاں نا" عائشہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لگتا ہے میرے اس تھپڑ کا بدلہ ہر دن لیتا ہے۔! پتہ نہیں یار" حیا مسکرا دی، ندانے حیرت سے پوچھا۔ "تھپڑ؟ کون سا تھپڑ؟"

حیا نے ہنستے ہوئے انہیں پہلے دن کا واقعہ سنایا۔ یہ سن کر سارہ، عائشہ اور ندا ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو گئیں، لیکن ساتھ ہی انہیں حیا کی حالت پر افسوس بھی ہوا۔

کبھی "حیا نے آنکھ ماری۔" میں نے اس کے کتنے نام رکھے ہوئے ہیں؟! اور سننا"

"- 'انسان نما روبوٹ'، کبھی 'خڑوس فزکس والا'، کبھی 'سٹرپل پروفیسر'

"روبوٹ تو ٹھیک ہے، کیونکہ اس کے چہرے پر کبھی کوئی جذبات نہیں آتے۔! ہاہا"

عائشہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

لیکن سچ کہوں تو حیا، وہ استاد بہت اچھا ہے۔ اس کا فزکس کا علم "سارہ نے کہا،

"کمال کا ہے۔

حیا نے منہ بگاڑا۔ "ہاں، علم تو ہے، مگر تمیز نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔"

پروفیسر شاہرام کی کلاس میں حیا کے لیے ہر لمحہ بھاری ہوتا۔ کبھی وہ اسے بورڈ پر بلا کر مشکل ترین سوالات پوچھتے اور اگر ذرا بھی غلطی ہوتی تو سب کے سامنے طنز کرتے۔

"کیا بات ہے مس حیا؟ آپ کے دماغ کا سرکٹ لگتا ہے شارٹ ہو گیا ہے؟"

"سر، سرکٹ تو ٹھیک ہے، لیکن کبھی کبھی آپ کے سوالات کا ویلج اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ دماغ کی وائرنگ جل جاتی ہے۔" حیا نے فوراً پلٹ کر جواب دیا، جس پر کلاس میں ہنسی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ شاہرام کے چہرے پر ایک جھنجھلاہٹ ابھری۔

پروفیسر شاہرام حیا کو ہمیشہ یونیورسٹی کے مختلف پروگراموں میں بھی شامل ہونے سے روکتے۔ جب بھی حیا کسی فزکس کے سیمینار یا مقالے میں حصہ لینے کی کوشش کرتی، شاہرام کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر اسے روک دتے۔

"مس حیا، مجھے نہیں لگتا کہ آپ میں اتنی قابلیت ہے کہ آپ ہماری یونیورسٹی کی نمائندگی کر سکیں۔" وہ اکثر کہتے۔

حیا کو کبھی پروفیسر شاہرام کے آفس جانا پڑتا تو وہ اسے کافی دیر انتظار کرواتے، اور پھر آخر میں چند خشک الفاظ کہہ کر اسے رخصت کر دتے۔ ایک بار حیا کو ایک پروجیکٹ کے لیے ان سے دستخط کروانے تھے، وہ کئی گھنٹے باہر انتظار کرتی رہی۔ جب اندر گئی "ہاں مس حیا، کیا کام ہے؟" تو شاہرام نے سر اٹھائے بغیر کہا،

"سر، پروجیکٹ پر دستخط کروانے تھے۔"

شاہرام نے پیپر لیا، ایک نظر ڈالی اور بغیر کسی تبصرے کے دستخط کر دیے۔

انہوں نے سر دلچے میں کہا۔ "جائیں اب آپ"

ایک لفظ تو انسان کہہ دیتا ہے، مگر یہ تو! خڑوس کہیں کا! حیا نے دل میں سوچا،
'روبوٹ ہے۔'

حیا نے ان چار سالوں میں اپنی پڑھائی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ وہ راتوں کو جاگ کر
پڑھتی، لائبریری میں وقت گزارتی، اور اپنی سہیلیوں کے ساتھ مل کر گروپ اسٹڈی
کرتی۔ اس کا مقصد صرف شاہرام کو غلط ثابت کرنا نہیں تھا، بلکہ خود کو یہ یقین دلانا تھا
کہ وہ ایک بہترین طالبہ ہے۔

یونیورسٹی کا آخری سال اُسے اختتام پر تھا۔ الوداعی پارٹیوں کا سلسلہ شروع ہو چکا
تھا۔ ایک شام حیا اپنی سہیلیوں کے ساتھ کینٹین میں بیٹھی خوش گپیوں میں
مصروف تھی، جب پروفیسر شاہرام کلاس روم کی طرف سے گزرے۔ وہ ہمیشہ کی
طرح سنجیدہ اور پروقار نظر آ رہے تھے۔ حیا نے ایک لمحے کے لیے انہیں دیکھا، اور
پھر اپنی سہیلیوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔

فائل ایئر بھی ختم ہونے والا ہے۔ آخر کار اس سڑیل پروفیسر سے جان! یاروں!"
 حیا نے ایک گہرا سانس لیا، جیسے اسے کسی بوجھ سے آزادی مل رہی "اچھوٹے گی
 ہو۔

"! تم نے ان چار سالوں میں اس پروفیسر کو کتنا بدنام کیا ہے، خدا کی پناہ" سارہ ہنسی،
 عائشہ نے مسکراتے "اور وہ بھی کم نہیں تھا، اس نے بھی تمہیں ہر قدم پر تنگ کیا۔"
 ہوئے کہا۔

ان کی وجہ سے تم نے پڑھائی اتنی "ندانے سنجیدگی سے کہا، "لیکن ایک بات ہے،"
 "اچھی کر لی کہ اب کوئی نہیں کہہ سکتا کہ تم ذہین نہیں ہو۔"
 ہاں، اس کی وجہ سے میں نے اتنا پڑھا کہ اب شاید فزکس کی ہر چیز "حیا نے سر ہلادیا،
 "ازبر ہے۔"

لیکن حیا اور اس کی سہیلیوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ قسمت نے ان کے لیے کچھ اور ہی
 پلان کر رکھا تھا۔ جس شخص سے جان چھوٹنے کا وہ شدت سے انتظار کر رہی تھی،
 وہی شخص اس کی زندگی کا سب سے بڑا حصہ بننے والا تھا۔ پروفیسر شاہرام کی کلاس

میں ایک دن وہ ایک ایسا اعلان سنے گی جو اس کی دنیا ہی بدل دے گا، اور یہ اعلان کوئی اور نہیں، خود شاہرام کرنے والا تھا۔

زندگی اکثر ہماری خواہشات کے برعکس اسے راستے چن لیتی ہے جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ حیا کی زندگی میں بھی ایک ایسا ہی لمحہ آنے والا تھا، جب وہ سوچ رہی تھی کہ اس کی ساری مشکلات ختم ہونے والی ہیں، مگر تقدیر نے اس کے لیے ایک ایسا امتحان چن رکھا تھا جو اس کی دنیا کو الٹ پلٹ کرنے والا تھا۔ یہ امتحان کوئی اور نہیں، خود شاہرام تھا۔

یونیورسٹی میں چار سال کا عرصہ گزر چکا تھا، اور حیا نے ان سالوں میں خود کو صرف پڑھائی کے لیے وقف کر دیا تھا۔ دیگر پروفیسر حضرات کا رویہ اس کے ساتھ ہمیشہ خوشگوار رہا۔ وہ اس کی ذہانت اور لگن کو سراہتے تھے۔ ڈاکٹر فاطمہ، جو ان کی کیمسٹری کی پروفیسر تھیں، حیا کو اکثر اپنی ریسرچ میں شامل کرتیں اور اس کی صلاحیتوں پر فخر کرتیں۔

ڈاکٹر "تمہاری جیسی باصلاحیت طالبات ہی ہمارے ملک کا مستقبل ہیں۔! حیا"

فاطمہ اکثر حیا سے کہتیں۔

ڈاکٹر رضوان، جو میٹھیٹکس پڑھاتے تھے، حیا کی حاضر جوابی اور سوال کرنے کی عادت کو بہت پسند کرتے تھے۔

وہ ایک بار حیا "مس حیا، آپ کے سوالات ہمیشہ نئے زاویے فراہم کرتے ہیں۔" سے مسکراتے ہوئے بولے تھے۔

ان اساتذہ کی داد اور حوصلہ افزائی نے حیا کو ہمیشہ شاہرام کی تلخیوں سے لڑنے کی ہمت دی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ صرف شاہرام کی نظر میں بری ہے۔

فائنل سمسٹر انے عروج پر تھا۔ کلاسیں معمول کے مطابق جاری تھیں، مگر طلبہ کے دلوں میں ایک بے چینی اور مستقبل کے خواب تھے۔ ایک دن پروفیسر شاہرام کی فزکس کی کلاس میں، جہاں حیا اور اس کی دوستیں بیٹھی تھیں، شاہرام نے ایک غیر متوقع اعلان کیا۔ ان کا چہرہ ہمیشہ کی طرح سنجیدہ تھا، مگر ان کی آنکھوں میں ایک نئی چمک تھی۔

شاہرام نے اپنی "آج مجھے آپ لوگوں سے ایک ذاتی بات شیئر کرنی ہے۔! کلاس" بات کا آغاز کیا۔

کلاس میں ایک دم خاموشی چھا گئی۔ سب طلباء حیران تھے کہ شاہرام جیسا سنجیدہ شخص آج کوئی ذاتی بات کرنے جا رہا ہے۔

شاہرام نے مختصر الفاظ میں اپنا اعلان کیا۔ "میں اگلے مفتے شادی کر رہا ہوں۔" پوری کلاس میں ایک دم سے ہلچل مچ گئی۔ طالب علموں نے ایک دوسرے کی طرف حیرت سے دیکھا۔ شاہرام کی شادی؟ یہ تو کسی کو توقع نہیں تھی۔ کچھ طالبات جو شاہرام پر فریفتہ تھیں، ان کے چہرے پر مایوسی چھا گئی۔

حیا کو جیسے انے کانوں پر یقین نہیں آیا۔ شاہرام کی شادی؟ اس کی آنکھوں میں ایک اس سڑیل پروفیسر سے ہمیشہ "اس نے دل میں کہا، "! شکر ہے" لمحے کو چمک آئی، کے لیے جان چھوٹے گی۔ اب تو شاید کبھی اس کی شکل بھی نہیں دیکھنی پڑے گی۔

اس نے اپنی سہیلوں کی طرف دیکھا، سارہ، عائشہ اور ندا بھی حیرت زدہ تھیں۔

آپ سب کی طرف سے میں ایک چھوٹی سی دعوت رکھنا چاہتا ہوں۔ ! اور ہاں "

شاہرام نے مزید کہا اور ایک بار پھر ان "اگلے جمعے کو۔ آپ سب اس میں مدعو ہیں۔

کی نظریں جیا پر پڑیں، جہاں ایک ہلکی سی طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

یہ ہماری جان آسانی ! اوہ، اب تو یہ پارٹی بھی رکھے گا جیہا نے دل ہی دل میں کہا،

'سے نہیں چھوڑے گا۔

کلاس کے اختتام پر، جیا اپنی دوستوں کے ساتھ باہر نکلی۔

سارہ نے حیرت سے پوچھا۔ "تمہیں یقین آ رہا ہے؟ پروفیسر شاہرام کی شادی؟ ! یار"

عائشہ ہنسی۔ "مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے دنیا ادھر کی ادھر ہو گئی ہے۔"

اب اس خڑوس سے ہمیشہ کے ! یہ تو بہت اچھی خبر ہے "جیا نے جوش سے کہا،

اس کے چہرے پر ایک "اب یہ ہماری جان نہیں کھا سکے گا۔ ! لیے جان چھوٹی

فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔

ندا نے زیر لب کہا، جس پر سب ہنس پڑیں۔ "لیکن کون ہوگی وہ بد قسمت لڑکی؟"

اگلے مفتے یونیورسٹی میں ہر طرف شاہرام کی شادی کی خبریں گردش کر رہی تھیں۔ طالب علموں میں ایک تجسس تھا کہ وہ کون سی لڑکی ہے جس نے شاہرام جیسے سنجیدہ اور مشکل مزاج شخص کا دل جیتا ہے۔

جس دن شاہرام نے پارٹی کا اعلان کیا تھا، وہ دن بھی آگیا۔ شام کے وقت گارڈن خوبصورت روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ جیا اپنی دوستوں سارہ، عائشہ اور ندا کے ساتھ پارٹی میں پہنچی۔ وہ ایک خوبصورت لباس میں ملبوس تھی اور اس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا۔

کچھ دیر بعد، شاہرام اسٹیج پر آئے، ان کے ساتھ ایک انتہائی خوبصورت لڑکی کھڑی تھی۔ وہ دونوں ساتھ میں بہت اچھے لگ رہے تھے۔

مجھے خوشی ہے کہ آپ سب میری اس خوشی میں شریک ہوئے ہیں۔ یہ ہیں! کلاس" شاہرام نے مہرین کا تعارف کروایا۔ "مہرین، میری ہونے والی اہلیہ۔

مہرین ایک خوبصورت اور شائستہ لڑکی تھی۔ اس نے سب کو دیکھ کر مسکرایا۔ کلاس نے تالیوں سے ان کا استقبال کیا۔

وہ تو بہت پیاری ہے۔ اس نے سرگوشی میں کہا۔ "جیا نے مہرین کو دیکھا،

پارٹی میں سب طالب علموں کو مٹھائی کھلائی گئی۔ جیا نے بھی مٹھائی کا ایک پیس لیا اور انے دوستوں کے ساتھ ہنستے کھلتے پارٹی میں شریک ہوئی۔

مگر قسمت کا لکھا کون ٹال سکتا تھا؟ جیا کی یہ خوشی عارضی تھی۔ اسے نہیں معلوم تھا جس شخص سے جان چھوٹنے کی وہ دعا کر رہی تھی، قدرت نے اسے اس شخص کے ساتھ ہی باندھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

پارٹی کے بعد جیا نے کچھ دن سکون کا سانس لیا۔ فائنل امتحانات کا دباؤ تھا، مگر وہ پرجوش تھی کہ اب وہ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے والدین کا سر فخر سے بلند کرے گی اور شاید کسی اچھی جگہ ملازمت کر کے اپنے خاندان کی کفالت کرے گی۔ اس کے لیے یہ سب کچھ ایک نئے آغاز کی نوید تھی۔

ایک شام جیا یونیورسٹی سے واپس اپنے ہاسٹل کی طرف آرہی تھی۔ راستے میں اس کی ملاقات ڈاکٹر فاطمہ سے ہو گئی جو اسے دور سے ہی دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔

جیا نے ادب سے سلام کیا۔ "سلام ڈاکٹر فاطمہ"

ڈاکٹر فاطمہ نے نرمی سے پوچھا۔ "کیسی ہو؟! وعلیکم السلام حیا"

"میں ٹھیک ہوں میم۔ بس فائل ایئر کا پریشہ ہے، مگر سب ٹھیک ہے۔"

بہت اچھی بات ہے۔ میں نے سنا ہے کہ تمہاری بہت جلد شادی ہونے والی ہے۔ تمہارے والد صاحب نے مجھے کال کی تھی اور بہت خوش نظر آرہے تھے۔ ڈاکٹر فاطمہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس نے حیرت سے پوچھا۔ اسے "شادی؟ میری؟" حیا کا دماغ ایک دم گھوم گیا۔ یقین نہیں آیا کہ وہ کیا سن رہی ہے۔ اسے تو اپنی شادی کا علم ہی نہیں تھا۔

تمہارے والد صاحب "ڈاکٹر فاطمہ ہنسیں۔" ہاں بھئی، کیا ہوا؟ اتنا حیران کیوں ہو؟" نے بتایا کہ تمہارا رشتہ ہو گیا ہے اور بہت جلد شادی کی تاریخ بھی فائل ہو جائے گی۔

حیا کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ اسے یاد آیا کہ اس کی والدہ نے کچھ دن پہلے اسے فون پر بتایا تھا کہ ایک اچھا رشتہ آیا ہے، اور وہ لوگ جلد کراچی آرہے ہیں لڑکے

والوں سے ملنے۔ حیا نے اس وقت اسے خاص اہمیت نہیں دی تھی، سوچا تھا کہ والدین کی کوئی معمول کی بات ہوگی۔

حیا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ "میں تو نہیں جانتی۔ ... میں"

ڈاکٹر فاطمہ "شادی ہو رہی ہے اور خبر نہیں۔! یہ آج کل کی لڑکیاں بھی نا! اوہو" مسکرائیں اور حیا کو دعائیں دے کر آگے بڑھ گئیں۔

حیا نے کمرے میں پہنچی اور سیدھا اپنی والدہ کو کال لگائی۔

حیا نے پریشانی سے پوچھا۔ "یہ کیا سن رہی ہوں میں؟ میری شادی ہو رہی ہے؟! ماما"

بہت اچھا رشتہ آیا ہے، بہت اچھا لڑکا ہے، پڑھا لکھا! مبارک ہو! ہاں میری بیٹی"

اور سمجھدار۔ تم نے بتایا تھا نا کہ یونیورسٹی میں ایک بہت ذہین پروفیسر ہے جو فزکس

اس کی ماں نے جوش و خروش سے بتایا۔ "پڑھاتا ہے؟ اسی کے خاندان سے ہیں۔

"پروفیسر؟ کون سا پروفیسر؟" حیا کے دماغ میں گھنٹی بجی۔

وہی بیٹا، تمہارے والد صاحب نے بتایا کہ وہیں یونیورسٹی میں پروفیسر ہے۔ بڑا " سلجھا ہوا ہے، بہت اچھے خاندان سے ہے۔ ہم لوگ اگلے مفتے آرہے ہیں تم سے "ملنے۔

حیا کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔ ایک عجیب سا خوف اس کے دل پر چھانے لگا۔ اگلے مفتے اس کے والدین حیدر آباد سے کراچی آگئے۔ حیا ہاسٹل سے ان کے لیے کرائے پر لیے گئے فلیٹ پر گئی۔ اس کے والدین بہت خوش تھے۔ اس کی والدہ "بیٹی، مبارک ہو۔ لڑکے والے آج شام کو تمہیں دیکھنے آرہے ہیں۔" نے مسرت سے کہا۔

حیا کے دل میں ایک کسک اٹھی۔ "ماما، آپ نے مجھ سے پوچھا بھی نہیں؟" پوچھنا کیا تھا میری جان؟ تمہارے والد صاحب نے لڑکے والوں کو دیکھا ہے، " اس کے والد نے پیار سے کہا۔ "بہت اچھے لوگ ہیں۔"

شام کو لڑکے والے آئے۔ جیہ کو ڈرائنگ روم میں بلایا گیا۔ اس نے شرماتے ہوئے قدم اٹھائے اور ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی۔ اس کی نظر سب سے پہلے صوفے پر بیٹھے شخص پر پڑی۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی رہ گئیں۔ اس کے ہاتھ سے ٹرے گرتے گرتے بجی۔

سامنے صوفے پر بیٹھا ہوا شخص کوئی اور نہیں، پروفیسر شاہرام تھا۔ وہی شخص جسے وہ چار سال تک خروس، سڑیل، اور انسان نما روبوٹ جیسے ناموں سے پکارتی رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لیے چمک سی ابھری، پھر ایک گہری طنزیہ مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ شاہرام کو دیکھ کر جیہ کا دل حلق میں آگیا۔ اسے لگا جیسے وہ کسی برے خواب میں پھنس گئی ہے۔

شاہرام کے ساتھ اس کی والدہ اور چھوٹی بہن بیٹھی تھیں۔ شاہرام کی والدہ نے اسے "کتنی پیاری اور خوبصورت بچی ہے۔! ماشاء اللہ" دیکھ کر مسکرایا،

حیا کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ اس کے دماغ میں ہزاروں سوالات بھاگ رہے تھے۔
یہ سب کیا ہو رہا! یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟ اس کی شادی تو مہرین سے ہونے والی تھی '
'ہے؟

حیا نے اپنی امی کی طرف دیکھا، جن کے چہرے پر خوشی کی لہر تھی۔ اس کے والد
نے بھی اسے دیکھ کر مسکرایا۔

اس کی والدہ نے اسے اشارہ کیا۔ "آؤ بیٹا، بیٹھو۔"

حیا لڑکھڑاتے قدموں سے صوفے پر بیٹھی، اس کی نظریں شاہرام پر گڑی ہوئی تھیں
اور شاہرام کی نظریں اس پر۔ شاہرام کے چہرے پر ایک فاتحانہ مسکراہٹ تھی،
'کیا ہوا مس حیا؟ تم تو مجھ سے جان چھڑانے والی تھیں؟' جیسے وہ کہہ رہا ہو،

اور اس کی چھوٹی بہن، "شاہرام کی والدہ نے فخر سے کہا۔ "یہ ہیں ہمارے شاہرام۔"
"نمرہ۔

نمرہ نے حیا کو دیکھ کر مسکرایا۔

کچھ دیر بات چیت ہوتی رہی، مگر حیا کا دماغ بالکل مفلوج ہو چکا تھا۔ اسے انے ٹھیک "ارد گرد کی کوئی خبر نہیں تھی۔ جب وہ لوگ جانے لگے تو حیا کے والد نے کہا، "ہے پھر، حتمی بات ہو گئی ہے۔ بہت جلد ہم تاریخ فائنل کر کے بتاتے ہیں۔"

حیا نے جیسے تیسے یہ ساری صورتحال ہضم کی۔ جب وہ لوگ حلے گئے تو حیا انے کمرے میں بھاگی اور سارا غصہ اپنی والدہ پر اتارا۔

حیا کی آنکھوں میں "یہ آپ نے کیا کیا؟ میری شادی اس سے؟ اس خرّوس سے؟! ماما" آنسو آ گئے۔

یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟ وہ تمہارا ہونے والا شوہر ہے اور تمہارا پروفیسر! حیا" اس کی والدہ نے حیرت سے کہا۔ "بھی۔"

وہ مجھے چار سال سے یونیورسٹی میں! وہ انسان نہیں ہے، وہ ایک روبروٹ ہے! ماما" حیا رو پڑی۔ "ہر دن بے عزت کرتا آیا ہے۔ مجھے اس کے ساتھ نہیں رہنا۔"

وہ ایک پڑھا لکھا، سلجھا "اس کے والد نے سختی سے کہا۔ "یہ کیا باتیں کر رہی ہو؟"
ہو انو جوان ہے۔ اور ہمارے خاندان کے لیے باعث فخر ہے۔ یہ سب تمہاری
"نادانی ہے۔"

حیا نے آنے کمرے کا دروازہ بند کر لیا اور بستر پر گر کر رونے لگی۔ اس کی سہیلیوں کو
جب اس نے فون پر یہ ساری صورت حال بتائی تو وہ سب بھی حیران رہ گئیں۔
عائشہ نے ہنستے ہنستے کہا، "اس سڑیل پروفیسر سے تمہاری شادی؟! یقین نہیں آ رہا حیا"
مگر اس کی آوازیں ہمدردی بھی تھی۔

حیا رو رہی تھی۔ "میں کیا کروں گی یار؟ مجھے اس سے نفرت ہے۔"
سارہ نے اسے تسلی دی۔ "شاید شادی کے بعد وہ بدل جائے۔! چلو، دیکھو"
حیا نے جواب دیا۔ "وہ تو بدتر ہو جائے گا۔! بدلے گا کیا خاک"

حیا کے لیے یہ سوچنا بھی ایک بھیانک خواب تھا کہ اسے اسی شخص کے ساتھ اپنی
پوری زندگی گزارنی ہے جس نے اس کی زندگی کے چار سالوں کو جہنم بنا رکھا تھا۔

مہرین کا خیال بھی اس کے دماغ میں آیا کہ شاہرام کی تو شادی مہرین سے ہونے والی تھی، تو یہ سب کیا تھا؟ یہ ایک پراسرار پہیلی تھی جسے حیا کو سمجھنا ابھی باقی تھا۔

شادی دو روحوں کا ملاپ ہوتی ہے، مگر کبھی کبھی یہ دو ایسی اناؤں کا تصادم بھی بن جاتی ہے جو ایک دوسرے سے شدید نفرت کرتی ہوں۔ حیا اور شاہرام کی شادی ایسی ہی ایک کہانی تھی۔ تقدیر نے انہیں ایک اسے بندھن میں جوڑ دیا تھا جہاں ماضی کی تلخیاں، نفرت کے بیج اور انا کی دیواریں ہر لمحہ ان کے درمیان کھڑی تھیں۔

حیا کے لیے وہ خبر ایک بجلی کی کڑک جیسی تھی کہ پروفیسر شاہرام کے ساتھ اس کا رشتہ طے ہو گیا ہے۔ اس نے والدین سے بہت بحث کی، روئی، چلائی، مگر اس کے والدین، جو شاہرام کے خاندان اور اس کی تعلیمی و سماجی حیثیت سے بہت متاثر تھے، ٹس سے مس نہ ہوئے۔ حیا کو بتایا گیا کہ یہ رشتہ اس کے لیے ایک بہت بڑا اعزاز ہے، اور اسے اس کی قدر کرنی چاہیے۔

حیا کے ذہن میں سب سے بڑا سوال مہرین کا تھا۔ شاہرام کی شادی تو اس سے ہونے والی تھی، پھر یہ سب کیا ہوا؟ حیا نے اپنی بہترین سہیلی سارہ کو یہ پریشانی بتائی۔

شاہرام نے تو پارٹی میں مہرین کا تعارف اپنی ہونے والی بیوی کے طور پر! سارہ"

حیا نے اپنی مایوسی کا اظہار کیا۔ "یہ سب کیا ہے؟! کروایا تھا

سارہ نے کچھ معلومات اکٹھی کرنے کی کوشش کی اور جلد ہی اسے پتہ چل گیا۔

سارہ نے فون پر حیا کو بتایا۔ "تمہیں نہیں معلوم؟ مہرین شاہرام کی کزن ہے! حیا"

حیا حیران ہوئی۔ "کزن؟"

ہاں، ان کے گھرانے میں ایک پرانی رسم ہے کہ جب کوئی اچھا رشتہ نہ ملے تو آپس "

میں شادی کر لیتے ہیں۔ مہرین کو بھی باہر سے کوئی اچھا رشتہ مل گیا تھا، اس لیے اس

سارہ نے "نے شاہرام سے شادی سے انکار کر دیا تھا۔ یہ رشتہ بس دکھاوے کا تھا۔

وضاحت کی۔

حیا کو یہ سن کر ایک عجیب سی راحت ملی، مگر یہ راحت عارضی تھی، کیونکہ اس کی اپنی

مشکل تو اپنی جگہ برقرار تھی۔

حیا کی شادی کی تیاریاں زور و شور سے شروع ہو گئیں۔ حیا دل سے تو اس شادی کے خلاف تھی، مگر وہ انے والدین کی خوشی کی خاطر خاموش ہو گئی۔ اس کی سہیلیوں نے اسے بہت تسلی دی۔ وہ جانتے تھے کہ حیا کتنی مشکل صورتحال سے گزر رہی ہے۔

شادی کا دن آگیا۔ کراچی کے ایک بڑے ہوٹل میں شاندار تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ حیا ایک خوبصورت سرخ لباس میں ملبوس تھی، مہندی اس کے ہاتھوں پر رچی تھی، مگر اس کے چہرے پر ایک عجیب سی اداسی تھی۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کی چمک کے بجائے ایک غیر یقینی اور خوف کی پرچھائی تھی۔ وہ آج اپنی زندگی کے سب سے بڑے فیصلے کو قبول کر رہی تھی، مگر دل ہی دل میں وہ اس فیصلے سے لڑ رہی تھی۔

جب اسے اسٹیج پر شاہرام کے ساتھ بٹھایا گیا، تو شاہرام نے اسے ایک سرد نگاہ سے دیکھا، اور اس کے چہرے پر حسب معمول ایک فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

شاہرام نے زیر لب کہا، "کیا ہوا مس حیا؟ آپ تو بہت خوش نظر نہیں آ رہیں۔"
اس کی آواز میں طنز صاف جھلک رہا تھا۔

حیا نے کوئی جواب نہیں دیا، صرف اپنی نظریں جھکا لیں۔ اس کے دل میں نفرت کی
لہر دوڑ گئی۔

کیا آپ کو! بیٹی حیا قاضی "نکاح کی رسم ادا کی گئی۔ قاضی صاحب نے حیا سے پوچھا،
"شاہرام ولد اسلم سے حق مہر ایک لاکھ روپے کے عوض نکاح قبول ہے؟

حیا کے حلق میں کانٹے چھنے لگے۔ اس نے ایک لمبی سانس لی، اپنی آنکھیں بند کیں،
"قبول ہے۔" اور پھر بمشکل کہا،

اس کے الفاظ میں درد اور مجبوری صاف جھلک رہی تھی۔ شاہرام کے چہرے پر
اطمینان کی ایک لہر دوڑ گئی۔

قاضی صاحب نے خوشی سے کہا۔ "مبارک ہو"

برخصتی

رخصتی کا وقت آیا۔ جیا انے والدین سے گلے مل کر بہت روئی۔ اسے لگ رہا تھا جیسے وہ اپنی زندگی کا ایک اہم حصہ چھوڑ کر جا رہی ہے۔ اس کی سہیلیاں بھی اسے الوداع کہنے آئی تھیں۔

سارہ نے اسے گلے لگاتے "پریشان نہ ہو۔ ہم ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں۔! جیا" ہوئے کہا۔

اسے انے سڑیل پروفیسر والے ناموں سے پکارنا! ہاں، اور یاد رکھنا "عائشہ نے کہا، یہ سن کر جیا کی آنکھوں میں ایک ہنسی کی جھلک ابھری۔ "نہیں چھوڑنا۔

جیا شاہرام کی گاڑی میں بیٹھی اور ایک نئے سفر کا آغاز ہوا۔ گاڑی شاہرام کے گھر کی طرف رواں دواں تھی، جو جیا کے لیے ایک نیا اور نامعلوم مقام تھا۔

شاہرام کا گھر ایک خوبصورت اور وسیع و عریض بنگلہ تھا۔ اس میں داخل ہوتے ہی جیا کو لگا کہ وہ ایک بہت بڑے اور پرسکون ماحول میں آگئی ہے، مگر اس کے دل کا سکون غائب تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی شاہرام کی والدہ اور بہن نمرہ نے اسے خوش آمدید کہا۔ نمرہ جیا سے مل کر بہت خوش تھی۔

نمرہ نے حیا کو گلے لگایا۔ "آپ کتنی خوبصورت لگ رہی ہیں۔! بھابھی"

شاہرام حیا کو اسنے کمرے میں لے گیا۔ کمرہ خوبصورت طریقے سے سجا ہوا تھا، پھولوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا۔ شاہرام نے دروازہ بند کیا اور حیا کی طرف دیکھا۔ اس کی آواز میں ایک گہری "تو مس حیا قاضی، اب آپ مسز حیا شاہرام بن چکی ہیں۔" طنز تھی۔

آپ کو کیا لگا تھا "حیا نے سراٹھایا، اس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور چہرے پر غصہ۔ کہ آپ مجھ سے شادی کر کے مجھے کنٹرول کر لیں گے؟ میں آپ سے آج بھی اتنی ہی "نفرت کرتی ہوں جتنی یونیورسٹی کے پہلے دن کرتی تھی۔

نفرت؟ تو کیا ہوا؟ نفرت بھی ایک تعلق "شاہرام نے ایک قدم اس کی طرف بڑھایا۔ "ہی ہے۔ اور مجھے یہ تعلق بہت اچھی طرح نبھانا آتا ہے۔

حیا نے پوچھ ہی لیا۔ "آپ نے مہرین سے شادی کیوں نہیں کی؟"

ولسے، مہرین میری "شاہرام نے پلٹ کر سوال کیا۔ "اس سے آپ کا کیا تعلق؟"
 کزن تھی، اور وہ میری بیوی بننے سے زیادہ میری اچھی دوست ہے۔ یہ بات شاید
 "آپ کی چھوٹی سی عقل سے باہر ہو۔

حیا نے چیلنج "میری عقل چھوٹی ہو یا بڑی، میں آپ کو کبھی اپنا شوہر نہیں مانوں گی۔"
 کیا۔

شاہرام نے ایک فاتحانہ مسکراہٹ کے ساتھ "وہ تو وقت بتائے گا، مسز شاہرام۔"
 "ابھی تو کہانی کی شروعات ہے۔" کہا۔

وقت ایک مرہم بھی ہے۔ حیا اور شاہرام کے لیے بھی وقت نے کئی پردے
 اٹھائے، کئی زخم بھرے اور نفرتوں کے گہرے بادلوں کو محبت کی روشنی میں تبدیل
 کر دیا۔ یہ ایک اسے سفر کا اختتام تھا جہاں انا کی دیواریں گر کر ایک نئے رشتے کی بنیاد
 بن چکی تھیں۔

شادی کے بعد کا ایک سال حیا اور شاہرام کے لیے کسی کشمکش سے کم نہیں تھا۔ ان
 کی ازدواجی زندگی یونیورسٹی کی کلاس روم کا ہی ایک بڑھا ہوا ورژن تھی۔ دونوں کے

درمیان ایک غیر مرئی دیوار حائل رہتی تھی۔ شاہرام کا رویہ اکثر سرد اور بے نیاز ہوتا، جبکہ حیا کی حاضر جوابی اب گھر کے ماحول میں بھی اس کا ہتھیار تھی۔

شاہرام کی والدہ، جو حیا کی سمجھداری اور سلجھی ہوئی طبیعت کو پسند کرتی تھیں، اکثر دونوں کے درمیان صلح کروانے کی کوشش کرتیں۔

وہ اکثر کہتیں۔ "حیا سے اسے بات نہیں کرتے۔ وہ تمہاری بیوی ہے۔! شاہرام بیٹا"

اور نمرہ، شاہرام کی چھوٹی بہن، حیا کی سب سے اچھی دوست بن چکی تھی۔ نمرہ اکثر حیا کے ساتھ گھومنے جاتی اور اسے شاہرام کے بچپن کے قصے سناتی۔

بھائی دراصل بچپن سے اسے ہی ہیں، تھوڑے سنجیدہ اور بہت دماغ! بھابھی "نمرہ ایک بار ہنستے ہوئے بولی۔" والے۔

شاہرام نے شادی کے بعد بھی یونیورسٹی میں پڑھانا جاری رکھا، مگر حیا نے اپنی پڑھائی ادھوری چھوڑ دی تھی، کیونکہ اسے لگا تھا کہ اب اس کے لیے یہ سب بے معنی ہے۔ شاہرام نے کبھی اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کیا، نہ ہی کبھی اسے پڑھائی دوبارہ شروع کرنے کا کہا۔

ایک سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اس دوران دونوں کے رویوں میں ہلکی ہلکی تبدیلی آنے لگی تھی۔ شاہرام کی سرد مہری میں کچھ کمی آئی تھی، اب ان کے درمیان کبھی کبھار ہلکی پھلکی نوک جھونک ہوتی تھی، -

حیا کی سہیلیوں کو اس بات کی خوشی تھی کہ حیا زندگی میں آگے بڑھ رہی ہے۔ ان کے فون اور ملاقاتیں جاری تھیں۔ ایک دن حیا نے یونیورسٹی دوبارہ جوائن کرنے کا فیصلہ کیا۔ شاہرام کو جب اس نے یہ بات بتائی تو شاہرام نے صرف سر ہلایا۔
شاہرام نے مختصر کہا۔ "

کیا عظیم اجازت ہے۔ حیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ !واہ"

شاہرام نے ایک لمحے کے لیے اسے دیکھا اور پھر اسے کام میں مشغول ہو گیا۔
حیا نے یونیورسٹی دوبارہ جوائن کر لی۔ کلاس میں اس کی سہیلیوں نے اسے خوش آمدید کہا۔ پروفیسر شاہرام کی کلاس میں بیٹھ کر اسے پرانے دن یاد آ گئے، مگر اب صورتحال مختلف تھی۔ اب وہ مس حیا قاضی نہیں، بلکہ مسز شاہرام تھی۔ پروفیسر

شاہرام اب اسے براہ راست طعنہ نہیں دیتے تھے، مگر ان کی سردنگاہیں اب بھی حیا کو محسوس ہوتی تھیں۔

ایک دن حیا اور شاہرام ایک خوبصورت ساحل سمندر پر گئے تھے۔ یہ ان کا ایک غیر متوقع آؤٹنگ تھی۔ شام کا سہانا وقت تھا، سمندر کی لہریں کنارے سے ٹکرا رہی تھیں اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ حیا نے اپنے سینڈل اتارے اور ریت پر ننگے پاؤں حلنے لگی۔ شاہرام اس کے چھپے خاموشی سے چل رہا تھا۔

آپ کو یاد ہے؟ آپ یونیورسٹی میں "حیا نے اچانک پلٹ کر شاہرام کی طرف دیکھا۔ حیا نے ایک مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ اس کی "میرے ساتھ کتنا برا کرتے تھے؟ آوازیں اب وہ تلخی نہیں تھی۔

تمہیں... وہ میں بس تمہیں... وہ "شاہرام کے چہرے پر ایک ہلکی سی شرمندگی ابھری۔ اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ "سدھارنے کی کوشش کر رہا تھا۔

حیا نے ہنستے ہوئے "سدھارنے کی کوشش؟ یا میری زندگی اجیرن کرنے کی کوشش؟" جواب دیا۔

"میں جانتا ہوں۔ میں نے کچھ غلطیاں کی ہیں۔" شاہرام نے ایک گہری سانس لی۔
اس کی آواز میں ایک ندامت تھی۔

حیا نے ہنستے ہوئے کہا، اور پھر شاہرام کے گال پر ہلکا سا تھپڑ "اور وہ تھپڑ یاد ہے؟"
مارنے کی اداکاری کی۔

شاہرام نے مسکرا کر حیا کا ہاتھ پکڑ لیا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کوئی لڑکی مجھے
"یوں تھپڑ مارے گی۔"

ہاں، لیکن اس تھپڑ کے بعد سے ہی تو ہماری کہانی شروع ہوئی، حیا نے اس کی طرف "
محبت بھری نظروں سے دیکھا۔

شاہرام حیا کے سامنے ریت پر بیٹھ گیا اور اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔
میں تم سے معافی چاہتا ہوں۔ وہ چار سال جو تم نے میری وجہ سے مشکلات! حیا"
میں گزارے، اس کے لیے میں شرمندہ ہوں۔ میں نے تمہیں تنگ کرنے میں کوئی کسر
"نہیں چھوڑی، مگر سچ یہ ہے کہ میں تمہیں پہلی نظر میں ہی پسند کرنے لگا تھا۔

"پسند؟ اور آپ مجھے اس قدر تنگ کرتے تھے؟" حیا حیران رہ گئی۔

مجھے یہ دیکھنا تھا کہ تم کتنی مضبوط ہو، تمہاری ذہانت، تمہاری حاضر جوابی اور! ہاں۔
 تمہارے شوخ پن نے بہت متاثر کیا۔ جب میں نے تمہیں وہ تھپڑ مارتے دیکھا تو مجھے
 غصہ تو آیا، مگر ساتھ ہی یہ بھی محسوس ہوا کہ یہ لڑکی بہت خاص ہے۔ اس کے بعد میں
 نے ہر طرح سے تمہیں تنگ کیا، مگر یہ سب ایک طرف سے تمہیں خود پر فوکس رکھنے
 کے لیے تھا۔ اور پھر جب میرے والدین نے تمہارے لیے رشتہ بھیجا، تو مجھے لگا کہ
 شاہرام نے اپنی بات مکمل کی۔ "قسمت نے مجھے ایک اور موقع دیا ہے۔"

اور مجھے لگا کہ آپ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ میں "حیا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
 حیا ہنسنے لگی۔ "رکھا تھا۔ 'سرٹیل پروفیسر' نے تو آپ کا نام
 میری بہن نمرہ نے مجھے سب بتا دیا "شاہرام نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے معلوم تھا۔"
 "تھا۔"

حیا نے ہنستے ہوئے پوچھا۔ "نمرہ؟ وہ آپ کے ساتھ ملی ہوئی تھی؟"

شاہرام نے کہا۔! ہاں۔"

"۔" محبت کی رزم گاہ تو یہ تھی آپ کی "حیا نے شاہرام کے کاندھے پر سر رکھ لیا۔"

شاہرام نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ "ایک انوکھی رزم گاہ۔! ہاں"

پروفیسر شاہرام کلاس میں داخل ہوئے، اور ان کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

میں آج بہت خوش ہوں کہ میری پی ایچ ڈی کی ڈگری مکمل ہو گئی ہے اور! کلاس" انہوں نے اعلان کیا۔ "بن گیا ہوں۔" ڈاکٹر شاہرام' اب میں باقاعدہ پوری کلاس نے تالیوں سے ان کا استقبال کیا۔ حیا نے بھی مسکرا کر تالی بجائی۔

کلاس کے بعد شاہرام اور حیا یونیورسٹی کے کوریڈور میں چل رہے تھے۔

کیا خیال ہے؟ آج رات کی ڈنر پر میری پروموشن کا جشن منایا! مسز شاہرام" شاہرام نے مسکراتے ہوئے حیا سے کہا۔ "جائے؟

حیا نے "کہنے میں اب بھی شرم آتی ہے؟" مسز شاہرام' آپ کو مجھے! ڈاکٹر شاہرام" پلٹ کر کہا۔

شاہرام نے پیار سے اس "ہو۔" مسز شاہرام 'نہیں، یہ تو مجھے اچھا لگتا ہے کہ تم میری' کا ہاتھ تھام لیا۔

دونوں ہنستے ہوئے یونیورسٹی سے باہر نکلے، ان کے چھپے یونیورسٹی کی عمارتیں تھیں جو ان کی کہانی کی گواہ تھیں۔ یہ ایک ایسی کہانی تھی جہاں نفرتوں کے بیچ محبت کا پودا پروان چڑھا، اور انا کی دیواریں گرا کر ایک خوبصورت رشتے کی بنیاد رکھی گئی۔

ختم شدہ